یں اس قسم کی صورت کی طرف اشارہ ہو۔ ۱؎

بَابُ ۵۱۴ بَيَانِ اَنَّ حُكْمَ الْحَاكِمِ لَا يُغَيِّرُ الْبَاطِنَ

حاکم کا فیصلہ حقیقت واقعیہ کو تبدیل نہیں کرتا۔

۴۳۵۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُونَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ اَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے موقف کو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ دلائل کے ساتھ پیش کرے اور اس سماعت کے اعتبار سے میں بالفرض اس کے حق میں فیصلہ کر دوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دے دوں وہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

۴۳۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

۴۳۶۱ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهُ يَاْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ اَنْ يَكُونَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهُ صَادِقٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کسی شخص کے جھگڑنے کی آواز سنی، آپ ان کے پاس گئے اور فرمایا میں صرف ایک بشر ہوں اور میرے پاس کوئی شخص مقدمہ لاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے دعویٰ کو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ اچھی طرح پیش کرے اور میں اس کو سچا گمان کر لوں پھر بالفرض میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس شخص کے لیے میں دوسرے مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے وہ اس کو اٹھا لے یا چھوڑ دے۔

۱؎ - علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۵۱۹ - ۵۱۴، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ

فَاَقْضِیْ لَہٗ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا ھِیَ قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیَحْمِلْھَا اَوْ یَذَرْھَا

۴۳۶۲- وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ کِلَاھُمَا عَنِ الزُّھْرِیِّ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ یُوْنُسَ وَفِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَجَبَۃَ خَصْمٍ بِبَابِ اُمِّ سَلَمَۃَ.

امام مسلم نے دو اور سندوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے (حجرہ کے) دروازہ پر کسی شخص کے جھگڑنے کی آواز سنی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری حجت کی بناء پر فیصلہ کا حکم دینے کی حکمت

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: "میں صرف بشر ہوں" اس میں حالت بشریہ پر تنبیہ کرنا ہے اور اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ بشر کو غیب کا علم نہیں ہوتا، اور وہ باطنی امور کو نہیں جانتے البتہ جس چیز پر اللہ تعالیٰ انہیں مطلع کر دے، اس کا انہیں علم ہو جاتا ہے، اور اس بات پر تنبیہ کرنا تھی کہ جو احکام امت کے لیے مباح ہیں وہ آپ کے لیے بھی جائز ہیں اور یہ کہ آپ لوگوں کے درمیان باعتبار ظاہر کے فیصلے کرتے ہیں اور حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے، اس لیے آپ گواہوں اور قسم کی بناء پر فیصلہ کرتے ہیں جب کہ یہ ممکن ہے کہ واقعہ میں حقیقت ظاہر کے خلاف ہو لیکن آپ کو ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا مکلف کیا گیا ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: "جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں مجھے ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جب اس کلمہ کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو میری طرف سے محفوظ کر لیں گے البتہ جس چیز کا ان کی جان اور مال پر حق ہو گا اس کو وصول کیا جائے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے" اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فریقین کے باطنی معاملہ پر مطلع فرما دیتا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی شہادت اور قسم کے بغیر اپنے ذاتی یقین کی بناء پر فیصلہ فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ کی امت کو آپ کے اقوال اور آپ کے افعال کی اتباع کا حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے باطنی امور کی ناواقفیت میں آپ کو بھی ایک عام حکم کے ماتحت کر دیا تاکہ امت پر آپ کی اتباع آسان ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے احکام ظاہر کے مطابق جاری کیے تاکہ آپ کی امت بھی آپ کی طرح ظاہر کے مطابق فیصلہ کر سکے اور آپ کی اقتداء کر سکے اور لوگ باطن کی طرف متوجہ ہوئے بغیر خوشی کے ساتھ احکام ظاہرہ پر عمل کر سکیں اور آپ کی اطاعت کر سکیں۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر کے مطابق حکم کر دیتے ہیں اور وہ باطن کے مخالف ہوتا ہے حالانکہ اصولیین کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام میں خطاء پر برقرار نہیں رکھا جاتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں اور اصولیین کے قاعدہ میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اصولیین کی مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے جو حکم دیں اس میں خطاء پر برقرار نہیں رہتے (اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ آپ سے

اجتہاد میں خطاء ہوتی ہے اور بعض علماء خطاء اجتہادی کے قائل نہیں ہیں اور جو قائل ہیں ان کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ اس خطاء پر قائم نہیں رہتے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ پر مطلع فرما دیتا ہے۔) اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ بغیر اپنے اجتہاد کے محض شہادت یا قسم کی بناء پر جو فیصلہ کریں اور اس ظاہر شہادت کی وجہ سے بالفرض باطن کے خلاف فیصلہ کر دیں اس فیصلہ کو غلط اور خطاء نہیں کہا جائے گا بلکہ آپ کو جس بنیاد پر فیصلہ کرنے کا مکلف کیا گیا ہے وہ شہادت یا قسم ہے اور اس لحاظ سے یہ فیصلہ صحیح ہے اور اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دی تو یہ ان کا گناہ ہے، فیصلے میں کوئی قصور نہیں ہے [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر اور نور ہونے کی تحقیق

اس باب کی حدیث نمبر ۴۳۶۱ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انما انا بشر "میں صرف ایک بشر ہوں" یعنی میں خدائی صفات نہیں رکھتا کہ خود بخود کسی مقدمہ کی حقیقت باطنی اور غیب کو جان لوں۔ علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ای لا اعلم الغیب و بواطن الامور کما هو مقتضی الحالة البشرية. [2]

میں غیب اور باطنی امور کو نہیں جانتا جیسا کہ حالت بشریہ کا تقاضا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما انا بشر میں صرف ایک بشر ہوں، اس مناسبت سے ہم یہاں انبیاء علیہم السلام کے انسان اور بشر ہونے کی حیثیت پر تفصیل سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جنس بشر اور نوع انسان سے پیدا ہوئے ہیں لیکن کیا انبیاء علیہم السلام کی حقیقت صرف انسان اور بشر ہے یہ بات تفصیل طلب ہے۔

کہا جاتا ہے کہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے، حیوان ہونے میں باقی حیوانات بھی انسان کے شریک ہیں اور ناطق (مدرک الکلیات والجزئیات) ہونے کی وجہ سے وہ باقی حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے اور نطق وہ فصل ممیز ہے جس کی وجہ سے انسان اور باقی حیوانات میں امتیاز اور فرق ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کی حقیقت میں اس سے ایک زائد چیز ہے اور وہ ہے قبول وحی کی استعداد اور صلاحیت، اسی صلاحیت کی وجہ سے نبی اور غیر نبی میں امتیاز ہوتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام میں یہ چیز مشترک ہے کہ وہ سب نبی حامل وحی تھے اور جس طرح نطق کی وجہ سے انسان کا حیوانات سے امتیاز ہوتا ہے، اسی طرح استعداد وحی کی وجہ سے نبی کا غیر نبی سے امتیاز ہوتا ہے اور جس طرح انسان کی حقیقت میں نطق داخل ہے اور وہ اس کے لیے فصل ممیز ہے اسی طرح نبی کی حقیقت میں استعداد وحی داخل ہے اور وہ اس کی فصل ممیز ہے اور جس طرح انسان کلیات اور جزئیات کے ادراک کی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کا ظہور ایک خاص مدت کے بعد ہوتا ہے اسی طرح نبی وحی کی استعداد کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور اس کا ظہور ایک خاص مدت کے بعد ہوتا ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

نبی کی حقیقت کا عام انسانوں کی حقیقت سے ممتاز ہونا

اب ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کی وہ آیات پیش کر رہے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ نبی بشر محض نہیں ہوتا بلکہ نبی وہ بشر ہے جس پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے اور جو اللہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیًا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ (شوریٰ: ۵۱)

اور کسی بشر کے یہ لائق نہیں کہ وہ اللہ سے ہم کلام ہو مگر وحی سے یا پردہ کی اوٹ سے یا اللہ اس پر کوئی فرشتہ بھیج دے جو اللہ کی اجازت سے اس پر وہ وحی کرے جو اللہ چاہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام بشر اور نبی میں فرق بیان فرما دیا ہے کہ عام بشر اللہ سے ہم کلام نہیں ہو سکتا اور نبی اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور نبی کا اللہ سے ہم کلام ہونا براہ راست وحی الٰہی سے ہوتا ہے یا پردہ کی اوٹ سے یا فرشتہ کی وساطت سے اس پر وحی کی جاتی ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ (کہف: ۱۱۰)

آپ فرما دیجئے میں (الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ میرا اور (تمہارا) معبود ایک ہی معبود ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر محض نہیں ہیں بلکہ ایسے بشر ہیں جو حامل وحی ہیں اور وحی ہی وہ وصف ہے جس کی وجہ سے عام انسان اور بشر کا نبی سے امتیاز ہوتا ہے اور جس طرح انسان کو حیوانات کے مقابلہ میں عقل اور ادراک کی خصوصیت حاصل ہے نبی کو اس خصوصیت کے علاوہ استعداد وحی کی خصوصیت بھی حاصل ہے جس سے وہ عام انسان اور بشر سے ممتاز ہوتا ہے۔

امام غزالی اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ووراء العقل طور آخر تنفتح فیہ عین اخری یبصر بھا الغیب وما سیکون فی الغیب وامور اخر العقل معزول عنھا کعزل قوۃ التمییز عن ادراک المعقولات وکعزل قوۃ الحس عن مدرکات التمییز وکما ان الممیز لو عرضت علیہ مدرکات العقل لاباھا واستبعدھا فکذلک بعض العقلاء ابوا مدرکات النبوۃ واستبعدوھا، وذلک عین الجھل۔

اور عقل کے ماوراء ایک اور عالم ہے جس میں ادراک کی ایک اور آنکھ کھلتی ہے جس سے انسان غیب کا ادراک کرتا ہے اور مستقبل میں ہونے والے امور غیبیہ اور بہت سے امور کو جان لیتا ہے جن تک عقل کی رسائی نہیں ہے۔ جیسے قوت تمیز معقولات کا ادراک نہیں کر سکتی اور جس طرح حواس قوت تمیز کے مدرکات کو نہیں پا سکتے۔ (اسی طرح عقل، قوت ادراک غیب کے مدرکات کو نہیں پا سکتی) اور جس طرح صاحب تمیز کے سامنے عقل کے سامنے مدرکات پیش کیے جائیں تو وہ ان کو بعید سمجھ کر ان کا انکار کرتا ہے اسی طرح بعض عقل والوں کے سامنے نبوت کے مدرکات پیش کیے گئے تو انھوں نے ان کا انکار کر دیا۔ اور یہ

خالص جہالت ہے۔[1]

امام غزالی نے اس عبارت میں یہ واضح کر دیا ہے کہ جس طرح حواس کے بعد تمیز کا مرتبہ ہے اور تمیز کے بعد عقل کا مرتبہ ہے، اسی طرح عقل کے بعد نبوت کا مرتبہ ہے اور جس طرح قوت عقلیہ سے معقولات کا ادراک ہوتا ہے اسی طرح نبوت کی قوت سے مغیبات کا ادراک ہوتا ہے۔ اور جس طرح عام حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے حواس کی قوت عطا کی ہے اور انسان کو اس سے ایک زائد قوت عطا کی ہے اور وہ عقل اور تمیز ہے اسی طرح نبی کو اللہ تعالیٰ نے ان قوتوں سے زائد ایک قوت عطا کی ہے جس قوت سے وہ غیب کا ادراک کرتا ہے اور جس طرح انسان عالم محسوسات میں ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے اور ان کی آوازیں سنتا ہے، حیوانات اور انسانوں کو دیکھتا ہے اور ان کی آوازیں سنتا ہے اسی طرح نبی غیب کی مخفی چیزوں کو دیکھتا ہے فرشتوں اور جنات کو دیکھتا ہے ان کی آوازیں سنتا ہے اور ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور اس سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی اپنی حقیقت میں عام بشر اور انسان سے ممتاز ہوتا ہے اور جس طرح انسان عام حیوانوں سے خاص ہے نبی عام انسانوں سے خاص ہوتا ہے۔

نبی کی خصوصیات

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

وذکر الحلیمی فی کتاب المنهاج ان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لا بد وان یکون مخالفین لغیرهم فی القوی الجسمانیة والقوی الروحانیة[2]

علامہ حلیمی نے کتاب المنہاج میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا دوسرے انسانوں سے جسمانی اور روحانی قوتوں میں مختلف ہونا ضروری ہے۔

پھر امام رازی اس کی تفصیل میں علامہ حلیمی سے نقل کرتے ہیں کہ قوت جسمانیہ کی دو قسمیں ہیں مدرکہ اور محرکہ اور مدرکہ کی دو قسمیں ہیں، حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ اور حواس ظاہرہ پانچ ہیں:

قوت باصرہ

قوت باصرہ کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی یہ دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے تمام روئے زمین سمیٹ دی گئی اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، سنن ابوداؤد، ج ۲ ص ۲۲۸، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۵۸۷) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی صفیں قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تم کو پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔

اس قوت کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے فرمایا: وکذلک نری ابراهیم ملکوت السمٰوٰت والارض۔ "اور اسی طرح ہم (حضرت) ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی نشانیاں دکھاتے ہیں" اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی بصر کو قوی کر دیا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم نے اعلیٰ سے لے کر اسفل تک تمام نشانیاں دیکھ لیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجلی لی ما فی السمٰوٰت والارض "میرے لیے تمام آسمان اور زمین منکشف ہو گئے" مسند احمد ج ۴ ص ۶۶ اور ایک روایت میں ہے فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض "میں نے تمام آسمانوں اور زمین کو جان لیا" مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۸، سعیدی غفرلہ)۔

---

[1] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، المنقذ من الضلال ص ۵۴، مطبوعہ ہیئۃ الاوقاف لاہور، ۱۹۷۱ء

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ

قوت سامعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت تمام انسانوں سے زیادہ تھی کیونکہ آپ نے فرمایا آسمان چرچراتا ہے اور اس کا چرچرانا بجا ہے، آسمان میں ایک قدم کی جگہ بھی نہیں ہے مگر اس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے چرچرانے کی آواز سنی۔ نیز آپ نے فرمایا ایک پتھر جہنم میں گرایا جا رہا ہے جو ابھی تک جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچا آپ نے اس کی آواز سنی۔ اس قوت کی نظیر حضرت سلیمان کو بھی عطا کی گئی کیونکہ انھوں نے چیونٹی کی آواز سنی، قرآن مجید میں ہے: قالت نملة یا ایها النمل ادخلوا مساكنكم "ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ" اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو چیونٹی کا کلام سنایا اور اس کے معنی پر مطلع کیا، اور یہ قوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھی کیونکہ آپ نے بھیڑیے اور اونٹ سے کلام کیا۔

قوت شامّہ

نبی کی قوت شامّہ کی خصوصیت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ دلیل ہے، کیونکہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ میری قمیص لے جاؤ اور حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈال دو اور قافلہ وہ قمیص لے کر روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: انی لاجد ریح یوسف "مجھے حضرت یوسف کی خوشبو آ رہی ہے" حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو کئی دن کی مسافت کے فاصلے سے سونگھ لی۔

قوت ذائقہ

نبی کے چکھنے کی قوت کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک ٹکڑا چکھا تو فرمایا: اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

قوت لامسہ

نبی کی قوت لامسہ کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ ان پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو گئی۔

اور حواس باطنہ میں قوت حافظہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنقرئك فلا تنسى "ہم عنقریب آپ کو پڑھائیں گے پس آپ نہیں بھولیں گے" اور قوت ذکاوت ہے، حضرت علی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم کے ایک ہزار باب سکھائے اور میں نے ہر باب سے ہزار باب مستنبط کیے، اور جب ولی کی ذکاوت کا یہ حال ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکاوت کا کیا عالم ہو گا! اور قوت محرکہ کی خصوصیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر جانا دلیل ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جیتے آسمان پر جانا، اور حضرت ادریس اور الیاس علیہما السلام کا آسمانوں پر جانا اس کی دلیل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی روحانی اور عقلی قوتیں بھی انتہائی کامل ہوتی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ اپنی ماہیت میں باقی نفوس سے مختلف ہوتا ہے اور نفس نبویہ کے لوازم سے یہ ہے کہ اس کی ذکاوت، ذہانت اور حریت انتہائی کامل ہو اور وہ جسمانیات اور شہوانیات سے منزہ ہو اور جب نبی کی روح غایت صفا اور شرف میں ہو گی تو اس کا بدن بھی انتہائی صاف اور پاکیزہ ہو گا اور اس کی قوت مدرکہ اور قوت محرکہ بھی انتہائی کامل ہو گی، کیونکہ یہ قوتیں ان انوار کے قائم مقام ہیں جو انوار جوہر روح سے صادر ہوتے ہیں اور نبی کے بدن سے واصل ہوتے ہیں اور جب فاعل (روح) اور قابل (بدن) انتہائی کامل ہوں گے تو ان کے آثار بھی انتہائی کامل، مشرف اور صاف ہوں گے۔ [1]

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۳۲-۴۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

نبی کے چھیالیس امتیازات حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ علامہ حلیمی نے انبیاء علیہم السلام کے چھیالیس[۴۶] خواص ذکر کیے ہیں، یہ وہ خواص ہیں جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام عام انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں

ان خواص کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ نبی اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔

۲۔ بغیر کلام کے نبی پر الہام ہوتا ہے، بلکہ نبی اپنے نفس میں بغیر تقدم اور تاخر کے ایک معنی پاتا ہے جس کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ فرشتہ کو دیکھ کر اس سے وحی سنتا ہے اور اس سے کلام کرتا ہے۔

۴۔ فرشتہ نبی کے قلب پر وحی القاء کرتا ہے اور یہ القاء احکام، وعد اور وعید پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ اولیاء اللہ کے قلب پر جو وار دات ہوتی ہیں وہ حوادث اور واقعات کی اطلاعات پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۵۔ نبی کی عقل کامل ہوتی ہے اور اس کی عقل کو کبھی کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوتا۔

۶۔ نبی کی قوت حافظہ غیر معمولی ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ طویل ترین سورت کو صرف ایک مرتبہ سن کر حفظ کر لیتا ہے اور اس کا ایک لفظ بھی نہیں بھولتا۔

۷۔ نبی اپنے اجتہاد میں خطاء سے محفوظ رہتا ہے (یعنی وہ خطاء پر برقرار نہیں رہتا۔ سعیدی غفرلہٗ)

۸۔ نبی کی ذکاوت غیر معمولی ہوتی ہے اور اس کا استنباط بھی غیر معمولی ہوتا ہے۔

۹۔ نبی کی بصر بہت تیز ہوتی ہے اور وہ زمین کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی چیز دیکھ لیتا ہے۔

۱۰۔ نبی کی سماعت بہت تیز ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ زمین کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی آواز سن لیتا ہے جس کو دوسرا نہیں سن سکتا۔

۱۱۔ نبی کی قوت شامہ غیر معمولی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب کا دور سے حضرت یوسف کی قمیص کی خوشبو سونگھ لینا۔

۱۲۔ نبی کا جسم بہت قوی ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ ایک رات میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتا ہے (بلکہ اس سے بھی زیادہ — سعیدی غفرلہ —)

۱۳۔ نبی کا آسمانوں پر جانا۔

۱۴۔ گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی کو پا لینا۔

۱۵۔ بکریوں سے کلام کرنا۔

۱۶۔ نباتات سے کلام کرنا۔

۱۷۔ درخت کے تنا (شہتیر) سے کلام کرنا۔ (جیسے استنِ حنانہ)

۱۸۔ پتھروں سے کلام کرنا۔

۱۹۔ بھیڑیے کی آواز سے اس کا مطلب سمجھ لینا

۲۰۔ اونٹ کی بلبلاہٹ کو سمجھ لینا۔

۲۱۔ متکلم کو دیکھے بغیر اس کی آواز سننا۔

۲۲ - جنات کا مشاہدہ کرنا۔
۲۳ - اشیاء غائبہ کی مثالوں کا نبی پر پیش کیا جانا، جیسا کہ معراج کے موقع پر آپ کے سامنے بیت المقدس کی مثال پیش کی گئی۔
۲۴ - کسی حادثہ سے اس کی عاقبت کو جان لینا، جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو فرمایا اس کو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔
۲۵ - کسی نام سے فال نکالنا کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا اب اللہ نے تمہارا معاملہ سہل کر دیا ہے۔
۲۶ - کسی آسمانی چیز کو دیکھ کر زمین کے حادثہ پر استدلال کرنا جیسا کہ فرمایا یہ بادل بنو کعب کی مدد کا اعلان کر رہا ہے۔
۲۷ - پس پشت دیکھنا۔
۲۸ - کسی شخص کی موت سے پہلے اس کے حال پر مطلع ہونا، جیسا کہ حضرت حنظلہ کے بارے میں فرمایا میں نے دیکھا فرشتے اس کو غسل دے رہے ہیں اور وہ حالت جنابت میں شہید ہوئے۔
۲۹ - مستقبل کی فتح کا آپ پر اظہار کر دینا جیسا کہ غزوۂ خندق میں ہوا۔
۳۰ - دنیا میں جنت اور دوزخ کو دیکھ لینا۔
۳۱ - فراست۔
۳۲ - درخت کا آپ کے حکم کی اطاعت کرنا حتیٰ کہ آپ کے بلانے پر درخت جڑوں اور ٹہنیوں سمیت آیا اور آپ کے حکم سے واپس چلا گیا۔
۳۳ - ہرنی کا آپ سے شکایت کرنا۔
۳۴ - بغیر خطاء کے خواب کی تعبیر بیان کرنا۔
۳۵ - کھجور کے درخت کے بارے میں صحیح اندازہ لگانا کہ اس میں اتنے وسق کھجوریں ہوں گی۔
۳۶ - احکام کی ہدایت دینا۔
۳۷ - دین اور دنیا کے انتظام اور سیاست کی ہدایت دینا۔
۳۸ - عالم کی ہیئت اور ترکیب کی ہدایت دینا۔
۳۹ - بدن انسان سے متعلق طبی امور کی ہدایت دینا۔
۴۰ - عبادات کی ہدایت دینا۔
۴۱ - صنعتوں کی ہدایت دینا۔
۴۲ - ما سیکون (امور مستقبلہ) پر مطلع ہونا۔
۴۳ - ما کان (امور ماضیہ) پر مطلع ہونا (جن کو پہلے کسی نے بیان نہ کیا ہو)
۴۴ - لوگوں کی پوشیدہ باتوں اور بھیدوں پر مطلع ہونا۔
۴۵ - استدلال کے طریقوں کی تعلیم دینا۔
۴۶ - حسن معاشرت کے طریقوں پر مطلع ہونا۔

علامہ حلیمی نے لکھا ہے کہ یہ نبوت کے چھیالیس خصائص ہیں، ہر چند کہ ان میں سے بعض اوصاف غیر نبی کو بھی حاصل ہوتے

ہیں لیکن یہ اوصاف نبوت کے خصائص اس وجہ سے ہیں کہ ان میں نبی کو اصلاً خطا نہیں ہوتی جب کہ غیر نبی کو ان میں خطا لاحق ہو جاتی ہے۔ [1]

نبی اور غیر نبی کا فرق

علامہ حلیمی کی عبارت نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی خصائص نبوت بیان کرتے ہوئے احیاء العلوم سے امام غزالی کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ ہم قارئین کے سامنے احیاء العلوم سے امام غزالی کی اصل عبارت پیش کر رہے ہیں:

ان النبوة عبارة عما یختص به النبی و یفارق به غیره وهو یختص بانواع من الخواص منها انه یعرف حقائق الامور المتعلقة بالله وصفاته وملائکته والدار الآخرة لا کما یعلمه غیره بل عنده من کثرة المعلومات و زیادة الیقین و التحقیق ما لیس عند غیره وله صفة تتم له بها الافعال الخارقة للعادات کالصفة التی بها تتم لغیره الحرکات الاختیاریة، وله صفة یبصر بها الملائکة ویشاهد بها الملکوت کالصفة التی یفارق بها البصیر الاعمی وله صفة بها یدرک ما سیکون فی الغیب و یطالع بها ما فی اللوح المحفوظ کالصفة التی یفارق بها الذکی البلید [2]

نبوت ان اوصاف کو کہتے ہیں جو نبی کے ساتھ خاص ہوں اور ان اوصاف کی وجہ سے نبی اپنے غیر سے ممتاز ہو، اور یہ کئی قسم کے خصائص ہیں، نبی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، فرشتوں اور آخرت کے حقائق کو اس طرح جانتا ہے جس طرح ان کو کوئی نہیں جانتا، کیونکہ نبی کو ان کی جتنی معلومات ہوتی ہیں اور ان پر جتنا یقین ہوتا ہے اور جتنی تحقیق ہوتی ہے کسی اور کو نہیں ہوتی۔ اور نبی کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جس طرح غیر نبی کو افعال اختیاریہ پر قدرت ہوتی ہے اسی طرح نبی کو افعال خارقہ للعادات (یعنی معجزات) پر قدرت ہوتی ہے، اور نبی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور عالم ملکوت کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح ہم میں بینا اور نابینا کا فرق ہے، اور نبی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ مستقبل میں ہونے والے امور غیبیہ کا ادراک کر لیتا ہے اور لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس طرح انسان میں ذہانت کی صفت ہوتی ہے اور اس صفت سے وہ بے وقوف شخص سے ممتاز ہوتا ہے۔

امام غزالی، امام رازی، علامہ حلیمی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ نبی کی حقیقت عام انسانوں سے مختلف ہوتی ہے اور ہر چند کہ نبی انسان اور بشر ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت میں استعداد وحی کی صلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور نبی میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسرے انسانوں سے اس طرح ممتاز ہوتا ہے جس طرح دیکھنے والا اندھے سے اور ذکی غبی سے متمیز ہوتا ہے۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۷-۳۶۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین ج ۴ ص ۱۹۰-۱۸۹، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر